* ڈاکٹر ذوالفقار علی قریشی
** ڈاکٹر شازیہ شیخ

موسیقار نیاز حسین کی میڈیا موسیقیاتی خدمات کا تحقیقی جائزہ

Abstract:

The purpose of this research is to analyse the musical contribution of Music Director Niaz Hussain regarding media. In his tenure he composed multiple genres like ghazals, vaaee, kafi, aazadd, poems, national songs, agricultural songs, motivational songs for blood donation, children songs, hammd, naat, munkabat, marsia, noha, stories songs and backgound music of Shah Abdul Latif Bhittai surs etc. The music library of the Pakistan Broadcasting Cooperation (PBC) Hyderabad has contributed for the completion of discography.

Keywords: *Musical, Niaz Hussain, Media, Ghazals, Vaaee, Kafi, Aazadd, Poems, Motivational Songs, Discography*

وطن عزیز پاکستان کے زرخیز خطے سندھ کی سدا بہار خوشبوؤں کی مہک شروع سے ہی باعثِ کشش رہی ہے۔ یہ وہ خوشبو ہے جو یہاں کے میڈیائی فنکاروں کے دم سے قائم ہے۔ جنھوں نے ہماری اور آپ کی سماعتوں اور سماعتوں میں سندھی موسیقی کا امر رس گھول دیا اور اس انجام دہی کے لئے ان تھک محنت کی حتیٰ کہ اپنی زندگیاں فن کی آبیاری کے لیے وقف کر دیں۔ موسیقی کے سلسلے میں سمپا SIMPA سندھ انسٹیٹیوٹ آف میوزک اینڈ پرفارمنگ آرٹس کے نام سے 2018ء میں متعارف کرایا گیا۔ حکومت سندھ کے ادارے سیاحت، ثقافت اور نوادرات کی ایک مثبت کاوش کے نتیجے میں کام کر رہا ہے۔ اس ادارے کے پہلے ڈائریکٹر پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن PBC حیدرآباد سے ریٹائرڈ اسٹیشن ڈائریکٹر نصیر مرزا ہیں، جو ادیب، دانشور اور صحافی ہونے کے ساتھ معروف مفکر شمس العلماء مرزا قلیچ بیگ کے خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ ریڈیو پاکستان حیدرآباد سے وابستگی کے حوالے سے نصیر مرزا بہت سے

گلوکاروں، موسیقاروں، شاعروں، ادیبوں، سماجی کارکنوں کے انٹرویوز ریکارڈ کرنے میں بے پناہ محنت کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ موسیقار نیاز حسین (1992-1936) کی زندگی کے آخری حصّے میں بنائی گئی بیشتر دھنوں کو ریکارڈ کرنے کا سہرا بھی انہی کے سرَ ہے۔ 7 فروری 2019ء بروز جمعرات موسیقار نیاز حسین کی 27ویں برسی کا دن ہے۔ سمپا کے ڈائریکٹر نصیر مرزا نے آج کا دن موسیقار نیاز حسین کے نام سے منسوب کرتے ہوئے ان کی برسی کا اہتمام کیا۔ سوال و جواب کے سیشن میں نیاز شامی کے شاگردوں نے بھی حصہ لیا۔ موسیقاروں کا سب سے بڑا المیہ یہ رہا ہے کہ عام لوگ ان کو میڈیا کے حوالے سے کبھی دیکھ ہی نہیں پاتے۔ گلوکاروں، فنکاروں، سازندوں کو کسی نہ کسی چینل پر ضرور ناظرین دیکھ لیتے ہیں۔ موسیقاروں کی امر دُھنیں جن سے نہ صرف وہ خود نامور ہوتے ہیں بلکہ خطہ جس سے ان کا تعلق ہوتا ہے۔ صوبہ، ملک اور بولی سب کو دوام ملتا ہے۔ خصوصاً ثقافت اور تہذیب کا بول بالا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے عالمی دنیا میں اپنی ثقافتی پہچان قائم کرنے میں مدد ملتی ہے۔

زیرِ نظر مقالے کا مقصد میڈیا پر نشر ہونے والے موسیقیاتی آڈیو ریکارڈز کا جائزہ لینا ہے۔ خصوصاً اُن گمنام موسیقاروں کی کاوشوں، دُھنوں، طرزوں، ملی نغمات، حمد، نعت، منقبت، مرثیہ، سوز، سلام، زراعتی نغمات، دھقانوں کے گیت، دوگانوں (کورس) طربیہ نغمات، المیہ نغمات، نظمیں، آزاد نظم، کافی، وائی، دوھڑا، بیت، غزلیات شامل ہیں۔ جن کی وجہ سے میڈیا پر جمالیاتی حسن کو پروان چڑھانے میں مدد ملتی ہے اور جس میں اوپر بیان کیے گئے تمام تر موضوعات شامل ہیں۔

کسی بھی موسیقار کی بنائی ہوئی دھنوں کا تحقیقاتی تجزیہ کرنے کے لئے (1) دھنوں کا عملی مظاہرہ، (2) شاعر و ادیب و دانشور ماہر موسیقی میوزی کالوجسٹ کی رائے (3) سازکار (4) گاکر سنانے والے، (5) مخصوص جگہ جہاں پر موسیقیاتی ماحول کا میسّر ہونا بہت ضروری ہے۔ مذکورہ برسی کے لیے مندرجہ بالا پانچوں لوازمات موجود رہے۔ اس میں آخری اور خاص بات یہ بھی ہے کہ موسیقار نیاز حسین کے سب سے بڑے فرزند ڈاکٹر ذوالفقار علی (میوزی کالوجسٹ، ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ ابلاغ عامہ، جامعہ سندھ، جام شورو) بھی شامل ہیں۔

سوانح حیات (1936 سے 1992 تک):

کلاسیکی و سندھی موسیقی میں ایک نامور فنکار استاد گامن خان (گوالیار گھرانہ) نے جیسا نام کمایا ان کے فرزند استاد بی بے خان نے اسے نہ صرف قائم رکھا بلکہ اور یہ نام فن اور مقبولیت کے آسمان پر چھا گیا۔ بی بے خان کے ہاں 1936ء میں ایک بچے نے جنم لیا۔ جس کا نام نیاز حسین تجویز کیا گیا۔ نیاز حسین کی تربیت گھر میں اور تعلیم مسجد میں قرآن کریم پڑھنے سے شروع ہوئی۔ بسم اللہ کے بعد نیاز

حسین نے الفاروق مسلم اسکول (گاڑی کھاتہ حیدرآباد سندھ) سے اس زمانے کے مشہور و معروف اساتذہ محمد نواز اعوان، جان محمد جمالی اور ابن الیاس سومرو کی رہبری و رہنمائی میں آٹھویں جماعت پاس کی۔ ہوش سنبھالتے ہی کانوں میں استاد بی بے خان کا سُر یلا لحن اور سازوں سے سنگت ورثے میں ملی جس نے ان کی اندرونی فنکارانہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنے میں سونے پہ سہاگے کا کام سرانجام دیا۔ [(1)]

25 مارچ 1952ء کو استاد بی بے خان کی وفات کے بعد اپنے چچا استاد مبارک علی خان اور استاد مراد علی سے شرفِ تلمذ حاصل کیا اور ان کے علاوہ بھی علم موسیقی سیکھنے کے لیئے بہت سے نامور اساتذہ سے فیض پایا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بہت سے ساز، وائلن، ہارمونیم، طبلہ، ستار، بینجو، وچتر وینا، گٹار، پیانو، اکارڈین، ڈھولک وغیرہ پر یکساں مہارت رکھنے کے ساتھ ساتھ بہترین میوزک کمپوزر بھی تھے اور اس مہارت کے ساتھ سازوں کا استعمال کرتے تھے کہ کسی سازندے کو ان کی دُھنوں اور کمپوزیشن میں سنگت کرتے ہوئے کبھی کوئی اعتراض یا رنجش نہیں ہوئی۔ [(2)]

1948ء میں 12 سال کی عمر میں فضل علی شاہ جاموٹ جن کا فلمی نام ایس گل مشہور ہوا، اسٹیج کے ڈرامہ کا بیک گراؤنڈ، میوزک اور گانوں کی دھنوں میں شراکتی طور پر کام کیا اور 1955ء میں وائلن پر سولو پرفارمنس ان کے لیئے عوامی سطح پر مقبولیت کا باعث بنی۔ موسیقار نیاز حسین نے 1965ء سے ریڈیو پاکستان حیدرآباد پر مستقل ملازمت اختیار کی اور روزانہ live پروگراموں کے علاوہ اس وقت بھی ان کی 2500 کمپوزیشنز آڈیو لائبریری میں موجود ہیں۔ 1965 سے 1992ء تک 38 برسوں میں ہر بڑے فنکار کو خوب گوایا اور نئے فنکاروں کی حوصلہ افزائی اور لاتعداد فنکار متعارف کرانے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ [(3)]

1951ء میں 'سندھ میوزک کالج' کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔ جس کے نتیجے میں موسیقار سہیل رعنا، نجمی رضوی، محمد یوسف، مسعود رانا، محمد عاقل، اسمائیل بینجو نواز، غلام محمد غلاموں بانسری نواز، رشید احمد، جمال صدیقی جیسے فنکار پیدا کیے۔ اس ادارے کے تحت بہت سے ڈرامے بھی اسٹیج کیے گئے، جن میں دیگر معروف اداکاروں کے علاوہ پاکستان کے مشہور اداکار مصطفیٰ قریشی نے بھی اداکاری کے جوہر دکھائے۔ موسیقار نیاز حسین کی شادی 1942ء میں ہوئی اور چار فرزند ذوالفقار علی، نذر حسین، مظہر حسین، امانت علی اور ایک دختر جینا اولاد کی صورت میں انہیں عطا ہوئیں۔ ان کے فرزند، ان کے فن، ورثے اور نام کو قائم رکھنے میں کوشاں ہیں اور بڑی محنت اور خوبصورتی سے یہ کام انجام دے رہے ہیں۔ ذاتی حوالے سے نیاز حسین کو راگ مالکونس، حیدرآباد شہر، بھورا رنگ، کھانے میں پلاؤ مچھلی، نمازِ فجر سے پہلے صبح کا وقت اور خاص مشاغل میں صبح کو اٹھ کر چڑیوں کو دانا پانی دینا، کھیلوں میں پتنگ بازی، فٹ بال، شطرنج بہت پسند تھے۔ [(4)] 1986ء میں لال شہباز قلندر کے عرس کے موقع پر ان کے فن کے اعتراف میں لال شہباز قلندر ایوارڈ اور سچل سرمست ایوارڈ، لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ ریڈیو پاکستان

حیدرآباد، شاہ عبداللطیف ایوارڈ (2009، بعد از مرگ) بھی دیے گئے۔ [5]

موسیقار نیاز حسین نے ساری زندگی موسیقی میں نت نئے تجربات کئے جس میں شاہ عبداللطیف بھٹائی کی وائی کو جدید سازوں English Orchestra پر کمپوز کر کے عابدہ پروین کو گوایا۔ مرحوم نے اس میں بتایا کہ اس میں مشکل یہ پیش آئی کہ شاہ کے کلام کا تقدس بھی برقرار رہے اور اس کا استعمال خوبصورت انداز سے اچھوتا محسوس ہو۔ انہوں نے سدارنگی، سیمی کلاسیکل، دوگانے، کافیاں، غزلیں، وائی، لوک گیت، گیت، کورس، حمد و نعت، منقبت، مرثیے، نظمیں اور آخری عمر میں شاہ کی وائی کو نیم کلاسیکی اور راگوں کی صحت برقرار رکھتے ہوئے مفہوم کو واضح کر کے، شاہ کی وائی کو ذوالفقار علی، نذر حسین اور مظہر حسین کو گوایا اور لوک گیت کی ایک صنف مورو اور جاپانی صنف ہائیکو کو ماہیا سے الگ کرتے ہوئے متعارف کروایا۔ عمر کے آخری حصے میں ایک تجربہ شاہ کی موسیقی، سندھی سدارنگی کلام، کلاسیکی موسیقی کو English notation میں ڈھالنے کا تھا جو وقت زندگی سے مہلت نہ ملنے کے سبب ادھورا رہ گیا اور امر موسیقار نیاز حسین ہم سے ہمیشہ کیلئے بروز جمعہ 7 فروری 1992 کو رخصت ہوئے لیکن ان کی سریلی یادیں تخلیق کی صورت میں ہمارے ساتھ ہیں۔ [6]

شاہ عبدالطیف کے راگ میں استاد: سید غلام شاہ (شاہ عبدالطیف کی وائی) گانے میں ترجمان گائیک

ادارے کے تحت کیے گئے اسٹیج ڈرآمے: جشن بہار، سسی پنوں، غدار لیڈر، ہم سب ایک ہیں (1956 سے 1962 تک)۔

پی ٹی وی سے وابستگی: (1964 تا 1984)

پی ٹی وی کے لیے آخری ریکارڈ کیا ہوا پروگرام: سرجوسفر (پی ٹی وی کے لیے)

آڈیو کیسٹ: حیدرآباد میں کیسٹ کمپنی کا افتتاح کیا، لاتعداد کیسٹس کیں۔

ویڈیو کیسٹ: 50 سے زائد ویڈیو کیسٹ موجود۔

سندھی ناٹک صدی: 1980 تا 1981 ڈراموں کے پس پردہ موسیقی ترتیب دیے۔ [7]

ڈرامہ: لیلی مجنوں، انکوائری آفیسر، ٹی پارٹی، زمینداری ظلم، شاہدی، تماشہ۔

موسیقی کی دنیا میں بڑا کارنامہ: شاہ عبدالطیف بھٹائی کی وائی کا پہلی مرتبہ صحیح مفہوم اور Pronounciation صاف لہجے اور لفظوں میں کمپوز کر کے سمجھنے لائق بنایا اور شاہ کے پیغام کو عام کیا۔

غیر ملک کا دورہ: 1991ء اسلامیہ جمہوریہ ترکستان (ترکی)

ریڈیو حیدرآباد سے نشر کیے گئے خاص سلسلہ و پروگرام: 'ریڈیو میوزک اسکول'، موسیقی کے پروگرام سینگار، پہیلی

ابدی آرام گاہ: قدیمی قبرستان ٹنڈو یوسف حیدرآباد سندھ۔ [8]

موسیقار نیاز حسین نے شاگرد بھی پیدا کیے جن میں چند قابلِ ذکر درج ذیل ہیں:

(گلوکار) ذوالفقار علی، محمد یوسف، جمال صدیقی، سی برنالڈ بی، شازیہ خشک، پری وش بھٹو، باری ابڑو، غلام قادر ڈاوچ، مہتاب بلوچ، شیرل نیک سروری، ملک انوکھا، گل شیر بھٹی، روبینہ حیدری، مہتاب علی صوفی، غفور گل، محمد علی ماسٹر، فیروز علی اناڑی، سلیم نوشاد، عبدالرشید، سحرش میمن، شفیق احمد، رحیم بخش سومرو، مسعود رانا، ذوالفقار علی، نذر حسین، مظہر حسین، امانت علی (سازندے)، جیرا (violinist)، جمال خان (ہارمونیم)، اسماعیل بلوچ، مظہر حسین (بینجو نواز)، غلام محمد غلاموں بانسری، (موسیقار) غلام علی، ضمیر سندھی، وزیر افضل، بخشی وزیر، سہیل رانا، نجمی رضوی، ظفر علی خان، فتح علی خان، (نعت خواں) محمد اشرف گودھرے والے، عبدالغفار ولد حاجی اسماعیل، (پروڈیوسر) بیدل مسرور، نصیر مرزا، جہانگیر قریشی، ارشاد اعوان، رابعہ سعید، اعجاز علیم عقیلی، عابدہ پروین، وحید علی، علن فقیر، مائی بھاگی، نور بانو، فوزیہ سومرو، زرینہ بلوچ، بشارت علی شاہ، سحرش میمن، ممتاز لاشاری۔ [9]

سمپا کے زیر داخلہ طلباء و طالبات کی فہرست، جنھوں نے موسیقار نیاز حسین کے بارے میں مختلف سوالات بھی کیے:

(1) علی رضا	(2) اظہر علی	(3) فرح ناز	(4) اسرا کیریو
(5) حامد رضاء	(6) محمد عدیل	(7) محمد اسحاق	(8) راحت بڑدی
(9) سعید احمد	(10) سندھیا	(11) ثانیہ سومرو	(12) روزم
(13) خلیل احمد	(14) عابد علی	(15) عبدالرحمان	(16) صدام حسین
(17) عادل عمر	(18) مریم کیریو	(19) محمد ابراہیم	(20) سالار
(21) شاہ نواز	(22) احسان علی	(23) عبدالستار چناء	(24) عمر ذیشان
(25) روحن فیصل	(26) سہیل احمد	(27) شیراز علی	(28) سنتوش کمار
(29) شہریار خالد	(30) شعیب احمد	(31) سنی خان	(32) ذیشان علی
(33) داوٗد علی	(34) سونا	(35) مرک سندھو	(36) لاریب سندھی
(37) اقصیٰ احد	(38) سنبل	(39) شفاء آغا	(40) انیلا پارس
(41) صفدر قریشی	(42) امجد	(43) عمران علی	(44) تاج حسین
(45) محمد قاسم	(46) وشال داس	(47) محمد مدثر	(48) نذیر احمد
(49) عبداللہ	(50) فرید احمد	(51) غلام اصغر	(52) فہد علی

استاد نیاز حسین کے بارے میں سمپا کے طالب علموں نے مندرجہ ذیل سوالات پوچھے:

صدام حسین: آپ کے والد نے آپ کی موسیقیاتی تربیت کیسے اور کس عمر میں حاصل کی؟

ذوالفقار: ہماری پہلی تعلیم تو ان کو سن کر ہوئی۔ ہمیں یہ بھی نہیں معلوم کہ موسیقی کب ہماری روح میں سرایت کر گئی لیکن ہوش سنبھالنے پر محسوس ہوا کہ ہمیں موسیقی کی شُد ھ بُد ھ ہے۔ ہمارے گھر میں، میری والدہ کو شوق تھا کہ میرے بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کریں۔ میرے والد صاحب چونکہ موسیقار تھے اس لئے وہ چاہتے تھے کہ میرے بچے موسیقی کی تعلیم ضرور حاصل کریں پھر چاہیں عملی طور پر یہ کام کریں یا نہ کریں چونکہ والد صاحب موسیقار تھے اس لئے کوئی نہ کوئی نیا تجربہ مثال کے طور پر جب کوئی فنکار ریڈیو پاکستان حیدرآباد پر مکمل نہ کر پاتا تو وہ ہمیں اس میں شامل کر لیتے تھے، جس میں بچوں کا کوئی گانا، کوئی زراعتی نغمہ یا کوئی مزاحیہ گانا اور سب سے بڑی بات شاہ عبداللطیف بھٹائی کی وائی، جس پر انہوں نے استاد منظور علی خان صاحب (سندھ میں کلاسیکی اور روائتی موسیقی کو ماہر)، ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ (سندھی ثقافت ادب کے عالم فاضل اور محقق)، استاد گلاب خان (نامور طبلہ اور ڈھولک نواز) اور سید غلام شاہ (شاہ کا راگ مستند گانے والے) کے ساتھ مل کر شاہ عبداللطیف بھٹائی کے تمام سُروں کو موسیقی میں قلم بند کیا۔ یہ ایک بہت بڑا کام تھا۔ وہ واحد موسیقار تھے جنہوں نے شاہ صاحب کے روایتی انداز کو نہ صرف سمجھا بلکہ ان کی وائی کو لفظوں اور موسیقی کے امتزاج کے ساتھ سننے اور محسوس کرنے کے لائق بنایا۔ جس سے اسکا تقدس اور موسیقیت دونوں ہی موثر بن سکے۔ وائی کے کمپوز کرنے کیلئے والد صاحب کافی عرصہ پورے سندھ میں تین ایسے فنکاروں کو تلاش کرتے رہے جو شاہ عبداللطیف بھٹائی کی وائی کو سنجیدگی کے ساتھ گائیں، اور اسے سمجھیں۔ اس میں کوئی نیا رنگ پیدا کریں، مگر بد قسمتی سے ان کو ایسے فنکار نہ مل سکے! اس کے بعد انہوں نے ذوالفقار علی، نذر حسین، مظہر حسین کو شاہ عبداللطیف بھٹائی کی وائی کی تعلیم شروع کروا دی۔[(10)]

مری سندھو: ریڈیو پاکستان حیدرآباد کے حوالے سے آپ کے بچپن کی کیا یادیں ہیں، جب آپ والد صاحب کو کام کرتے ہوئے دیکھتے تھے؟

ذوالفقار: ریڈیو پاکستان حیدرآباد پر ہم نے 70ء کی دہائی میں بچوں کے پروگرام میں حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔ ہم انہیں مختلف قسم کی دُھنیں بناتے دیکھتے اور مختلف فنکاروں کے ساتھ کام کرتے دیکھتے تھے۔ ہر گانے والے اور گانے والی کے ساتھ ان کی کمپوزیشن کا فارمولا مختلف ہوا کرتا تھا۔ وہ فنکاروں کے گلے، آواز کی وسعت، اینج، صنف اور سمجھ کے مطابق دھن بناتے جو کہ پروگرام، وقت، پروڈیوسر اور فنکار کی ضرورت ہوا کرتی تھی۔ ہم لوگوں نے انہیں دیکھ کر بہت کچھ سیکھا اکثر ان کی دھنیں جو دوسروں کو یاد

کرواتے تھے ہمیں بھی یاد ہوجاتی تھیں۔گرمیوں کی چھٹیوں میں ہم والد صاحب کے ساتھ ساتھ رہا کرتے تھے جس سے والد صاحب کے سینئرز کے ساتھ بھی اٹھنے بیٹھنے کا موقعہ ملتا تھا اور موسیقی کے ساتھ ساتھ ادب و آداب، آدابِ موسیقی اور رہن سہن کا سلیقہ بھی سیکھنے کو ملا۔(11)

ثانیہ: سہیل رعنا اور عابدہ پروین آپ کے والد استاد نیاز حسین کی شاگردی میں رہے، آپ کی اس حوالے سے کیا یادیں ہیں؟

ذوالفقار: والد صاحب بتاتے تھے کہ جس وقت سہیل رعنا، استاد نیاز حسین کے پاس 'سندھ میوزیکل کالج حیدرآباد' میں پہلی بار تشریف لائے تو انہوں نے سوال کیا کہ میرے والد صاحب شاعر ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ انکی شاعری کی دھنیں بناؤں۔ میں گانا سیکھنا چاہتا ہوں اور نہ کوئی ساز بجانا چاہتا ہوں، مجھے آپ یہ بتائیں کہ طرز Music Composition کیسے بنائی جاتی ہیں چونکہ وہ شاعر کے فرزند تھے اس لئے ان کو شاعری تو گننا آتی تھی لیکن موسیقی میں راگ داری، لے، ماترے کی بانٹ اور مختلف ٹھیکوں سے وہ نا واقف تھے۔اسی پر انہوں نے سب سے زیادہ زور دیا کہ وہ دھن بنانا سیکھ سکیں اور ایک عرصے تک سیکھتے بھی رہے، جس کا داخلہ فارم ہمارے ہاں دستخط کے ساتھ موجود ہے۔(12)

ذیشان علی: عابدہ پروین نے کس طرح گانا شروع کیا؟

ذوالفقار: عابدہ پروین کی ریڈیو پر پہلی کافی:

لکھ ناز سکھیو آہین نوان

مشتاقن جے مارن لائے

(خوش خیر محمد ھیسبانی)(13)

جو کہ سندھی تلنگ میں عابدہ پروین کے شوہرِ نامدار شیخ غلام حسین کی موجودگی میں اور مرحوم انور بلوچ پروڈیوسر کی پروڈکشن میں ریکارڈ کرائی گئی۔جس میں موجود سازندے استاد گلاب کہتے ہیں کہ یہ کافی چار مہینوں میں ریکارڈ کی گئی تھی، پھر بھی پروڈیوسر انور بلوچ اور ان کے شوہر شیخ غلام حسین اور استاد نیاز حسین تینوں مطمئن نہیں تھے۔لیکن عوام میں یہ کافی معروف بنی۔اس کے بعد:

من گھرُے مُشتاق سان

جئیرے جدائیوُں کی مَ کر

(مصری شاہ امام)(14)

یہ کافی مغلئی ٹھیکے میں سات ماترے کی بانٹ کے ساتھ راگ بھوپالی میں گائی گئی ہے۔اس سے پہلے یہی کافی معروف فنکار اور ہمارے گھرانے کے شاگرد، محمد یوسف نے بھی گائی تھی۔مگر عابدہ پروین نے اسے

چھ مہینے میں گایا تھا اور یہ سلسلہ چلتا رہا۔ اسی زمانے میں بہت ساری کافیاں، گیت، غزلیں، دوگانے جیسے:

توکھے ڈسن لائے سہنل سائیں

اکھڑیوں آہن آنڑیوں

اس کے بعد عابدہ پروین مزید مشہور ہوئیں تو سندھی فلموں کے لئے بھی انہوں نے گانے گائے۔ اس کے بعد وہ کراچی چلی گئیں اور غزل گانا شروع کردیا۔ یہاں پر غزل کے حوالے سے ایک پہلی اور آخری مثال دی جاتی ہے۔ وہ ہے غزل جوکہ کافی انگ پر گائی گئی کافی ہے۔ اس غزل کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ استاد منظور علی خان کی کافی سے متاثر ہوکر بنائی گئی ہے:

عمر دیس پنھنجو وسارن ڈکھیو آ

مارن ری ءِ منھنجو بدن ئی بکھیو آ

(حاکم شاہ)[15]

چونکہ عابدہ پروین، استاد منظور علی خان کا 40 فیصد انگ گانے میں کامیاب ہوئی ہیں، استاد نیاز حسین ہمیشہ گانے والے کی خواہش، گلے کی وسعت، دلچسپی، اور اپج، کے تحت کام کیا کرتے تھے، اس لئے انہوں نے اس طرح یہ غزل ترتیب دی:

جب سے تو نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے،

سنگ ہر شخص نے ہاتھوں میں اٹھا رکھا ہے

(حکیم ناصر)[16]

آگے بہت ساری مثالیں ہیں، اگر اسی پر اکتفا کیا تو ایک کتاب ترتیب دی جاسکے گی۔

سنتوش کمار: آپ اور آپکے دیگر بھائی موسیقی کے حوالے سے کیا کام کررہے ہیں؟

ذوالفقار: جی ہاں: آج کل سندھ کے مختلف سُروں کی درجہ بندی کر رہے ہیں۔ اور بہت سے ناپید راگوں کی تلاش میں ہیں، جب کے نذر حسین مختلف قسم کی دھنیں اور راگوں کی کمپوزیشن ترتیب دے رہے ہیں، اس کے علاوہ مظہر حسین آج کل اسٹوڈیو کا انتظام سنبھالتے ہیں اور اس کے علاوہ مختلف شوز محفلیں اور پروگرامز کر رہے ہیں۔

موسیقار نیاز حسین کے کمپوز کئے ہوئے منتخب آئیٹم

بول	شاعر	گلوکار
چنا جور گر بابو میں لایا مزیدار	عاجز فریدی	گل شیر ظریف
گڈو پپو اور شبانا جگو بگو بی ریحانہ	عاجز فریدی	ذوالفقار علی۔ مظہر حسین

پڑھیں لکھیں اور نام کریں، محنت صبح شام کریں	عاجز فریدی	مظہر حسین ۔ ذوالفقار علی
ٹڑی پوندا ٹارئیں جڈھن گاڑھا گل الومیاں	علن فقیر، زرینہ بلوچ، سرمد سندھی	شیخ ایاز
دنیا جی ناھے پرواہ	وحید علی	حسین بخش خادم
پیارا پیارا قرب وار	چھوٹو زرداری	غلام حیدر گجو
دردمئی جے دارون	عابدہ پروین	شاہ عبداللطیف بھٹائی
آیا میھر جا سلام، دلاھل ڑے	رحمان مغل سندھی، زرینہ بلوچ	لوک گیت
بے قدرا قدر نہ کیڑئی کو	فوزیہ سومرو	غلام حسین کلیری
ڈسی ڈسی تھکی آھیاں	الھ وسائی	لوک گیت
کو نہ کئیی منھنجی درد جو دارون	محمد یوسف	حسین بخش خادم
تھنجن وارن کنڈھن کارن	عابدہ پروین	پیر علی اصغر شاہ راشدی
ادیون منھنجی گل پھل، لاڈل ڈاڈھا ڈینھن لایا	زیب النساء، زرینہ بلوچ	لوک گیت، سھرا
تو کھے ڈسن لاءِ سھٹل سائین	وحید علی، عابدہ پروین	عبدالکریم پلی
وی رانجھا جوگیڑا بن آیا	سحرش میمن	بلھے شاہ
مٹھا محبوب	نور بانو	احمد ملاح
قرب نہ ڈیندے	قاسم اوٹو	مرتضی ڈاڈاھی
دنیا جی ناھے پرواہ	وحید علی	حسین بخش خادم
کاوڑ، ملال، طعنا	قاسم اوٹو	مرتضی ڈاڈاھی
پیارا پیارا قرب وارا	چھوٹو زرداری	غلام حیدر گجو
کل چودھویں کی رات تھی شب بھر رہا چرچا تیرا	عابدہ پروین	حکیم ناصر
رنگ باتیں کریں اور باتوں سے خوشبو آئے	عابدہ پروین	ضیاء جالندھری
آندھی چلی تو نقشِ کف پا نہیں ملا	عابدہ پروین	مصطفیٰ زیدی
ایک وعدہ ہے کسی کا جو وفا ہوتا نہیں	وحید علی	ساغر صدیقی
دیکھو آئی بہار	انیتا ریاض	بسمل آغائی
خدا کا عشق رہے گا اگر امام تیرا	شفیع وارثی	مقبول احمد شارب
دیواروں سے باتیں کرنا اچھا لگتا ہے	ناصر کاظمی	ظہیر احمد وارثی
درد مئی جے جا دارون	عابدہ پروین	شاہ عبداللطیف بھٹائی

سھٹا سائین لیئڑ وپائے وچ لک میں	زیب النساء	لوک گیت
اسان نٹڑ جانین آھیون پرین	ظھیر احمد وارثی	شیخ ایاز
کوئی گیت لکھن تھو چاھیان	پری وش بھٹو	امداد حسینی
مٹھا محبوب	نور بانو	احمد ملاح
چھڈے ویا چھڈے ویا	فوزیہ سومرو	غلام حسین کلیری
قرب نہ ڈیندیں	قاسم اوٹھو	مرتضی ڈاڈاھی
دنیا کھے نہ دلبر	قاسم اوٹھو	مرتضی ڈاڈاھی
چاندنی جب میرے آنگن میں اتر آتی ہے	نور اظہر جعفری	ذوالفقار علی
گڈو پپو اور شبانہ جگو بگو بی ریحانہ	ذوالفقار علی۔مظہر حسین	عاجز فریدی
خون کا عطیہ۔صدقہء جاریہ	عابدہ پروین، اظہر نیاز، جمیلہ ناز، محمد رمضان، وحید علی	اظہر نیاز
آندھی چلی تو نقش کفِ پا نہیں ملا	عابدہ پروین	مصطفیٰ زیدی
ایک وعدہ ہے کسی کا جو وفا ہوتا نہیں	وحید علی	ساغر صدیقی
دیواروں سے باتیں کرنا اچھا لگتا ہے	ناصر کاظمی	ظھیر احمد وارثی
رات عمر مون خواب میں	شاہ عبداللطیف بھٹائی	وحید علی
سبھ کا پریاں کوہ پوجے	شاہ عبداللطیف بھٹائی	ذوالفقار علی، نذر حسین، مظہر حسین
عشق جب زمزمہ پیرا ہوگا	ناصر کاظمی	عابدہ پروین
قائداعظم قوم کے رہبر	اظہر نیاز	ذوالفقار علی، مظہر حسین، سنگہار علی سلیم
گھنگھر و اباجے چھنن	آرزو لکھنوی	عابدہ پروین
منےّ کوڑا بول سنائے دل ماری لے گئیو رے	مارواڑی لوک گیت	شازیہ خشک
مُرلی سے مجھے موہ کے جوگی جان لے گیورے	مصری شاہ امام	ذوالفقار علی، مظہر حسین
یار وکھائے جدوں نین ڈوھین (سرائیکی)	خواجہ غلام فرید	وحید علی، عابدہ پروین
یار سجن جے فراق آوں ماری	شاہ عبداللطیف بھٹائی	عابدہ پروین
گائے وری کجھ گائے بانورا	شیخ ایاز	ذوالفقار علی، مظہر حسین، زرینہ بلوچ

علوم وفنون اور میڈیائی شخصیات کے موسیقار نیاز حسین کے بارے میں خیالات

استاد نیاز حسین فنکار ہونے کے ساتھ ساتھ فقیر طبیعت اور شفیق انسان تھے۔

(معروف استاد ابن الیاس سومرو)[17]

سندھ میں استاد نیاز حسین جیسا موسیقار صدیوں میں پیدا ہوگا۔

(یوسف شاہین، ادیب، شاعر، تاریخ دان، مالک روزنامہ برسات حیدرآباد)[18]

چند منٹوں میں ترتیب دی گئی Music Composition ایسی تو باکمال ہوتی تھی! جسے سن کر بڑے سے بڑا موسیقار یہ سمجھتا تھا کے یہ کئی مہینوں یا ہفتوں میں دھن بنی ہوگی۔

(محمد قاسم ماکا، براڈ کاسٹر سابقہ ڈائریکٹر سندھالاجی، جامعہ سندھ، جام شورو)[19]

موسیقی کا گائک، نائک اور سُر لے کا ماہر موسیقار، بہت سے ساز بجانے کا ماہر اور موسیقی سکھانے کے لیے ایک قابل استاد، اخلاق پسند، نرم طبیعت کا فنکار اور سخت محنتی تھا۔

(سید منظور نقوی، مصنف، شاعر، گیت نگار)[20]

وائی کو بہتر انداز سے گنوانے میں استاد نیاز حسین کا بڑا عمل دخل ہے، وہ نیاز حسین ہی تھے جنہوں نے مائی بھاگی کے مان کو محسوس کیا اور پروڈیوسر شیخ غلام حسین کی مدد سے ان کی آواز کو ہمیشہ کیلئے ریکارڈ میں محفوظ کروادیا۔ سندھی راگ میں انقلاب لائے۔ مائی بھاگی کی کامیابی کے پیچھے نیاز حسین کا سارا علم اور فن ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے علن فقیر کو بھی گوایا۔ نیاز حسین کا ذہن سروں کی پرکھ کو تیزی سے قبول کرتا تھا۔ نیاز حسین ساز بجانے میں شیر تھے۔

(ممتاز مرزا، سینئر پروڈیوسر پی ٹی وی، ادیب ومفکر، ڈائریکٹر جنرل محکمہ ثقافت حکومتِ سندھ)[21]

نہ صرف استاد نیاز حسین بلکہ ان کے سارے گھرانے نے سندھی اور کلاسیکل راگ کی دل و جان سے خدمت کی ہے۔

(دادی لیلا، ماہر تعلیم استاد اور سندھی لوک فنکارہ)[22]

استاد نیاز حسین اپنے کام کے ماہر اور طبیعتاً انتہائی نرم مزاج انسان تھے۔

(سلطانہ صدیقی، سینئر پروڈیوسر پی ٹی وی، موجودہ سربراہ ہم ٹی وی، کراچی)

استاد نیاز حسین جتنا بڑا فنکار موسیقار تھا اتنا ہی بڑا انسان تھا، جب بیمار پڑا تو سرکاری امداد کے لیے میں نے مشورہ دیا تو صاف انکار کر دیا۔

(امداد حسینی، معروف شاعر یب ودانشور)[23]

بس یہ ہی کہوں گا کہ نیاز حسین دوبارہ نہیں ہوگا۔

(اسماعیل شیخ، ادیب و مفکر)[24]

جس وقت موسیقار اسٹیج پر جلوہ گر ہوتے تھے تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ہارمونیم کے کومل اور تیور سرُ جیسے کہ استاد کی موسیقی کے میدان کے سپاہی ہوں جو ہر وقت استاد کی اطاعت میں ان کے حکم اور فرمان کا انتظار کرتے نظر آتے ہیں۔

(تاجل بیوس، شاعر و ادیب و وکیل)[25]

استاد نیاز حسین کا شمار ان شخصیتوں میں ہوتا ہے جنہوں نے حقیقی معیار اور عزت کا خیال رکھتے ہوئے موسیقی کی خدمت کی۔ میں نے خان صاحب سے فن موسیقی کے ہر پہلو میں ایک عالمانہ درس حاصل کیا۔

(سید صالح محمد شاہ، معروف براڈکاسٹر، اینکر)[26]

موسیقی بنا مُصلّے کی نماز ہے اور استاد نیاز حسین خان نے موسیقی کا امام بن کے کام کیا ہے، سب چھوٹے بڑے فنکاروں کی امامت کا سہرا ان کے سَر پر ہے۔

(عابدہ پروین، معروف گلوکارہ)[27]

1959ا میں استاد نیاز حسین، استاد منظور علی خان اور سید غلام شاہ نے باقائدہ وائی کے حوالے سروں پہ کام کیا اور نیاز حسین نے اس کام میں بڑا کردار ادا کیا۔ شاہ عبداللطیف بھٹائی کی وائی کو سمجھنے اور سمجھانے میں کلیدی کردار ہے۔ انہوں نے اپنے بیٹوں ذوالفقار علی، مظہر حسین اور نذر حسین کو وائی کے میدان میں یکتا کیا۔ اس وقت ان کا خاندان معیارِ موسیقی میں سب سے اول نمبر پر ہے۔ جن کو نبھانے میں ان کے فرزندگان مشغول ہیں۔ میری دعا اور امید ہے کہ یہ نہ صرف موسیقی بلکہ اس دھرتی کا نام ہمیشہ بلند رکھیں گے۔

(ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ، عالمی شہرت یافتہ محقق و مصنف)[28]

صرف ایک استاد نیاز حسین کی اسٹیج کی موجودگی پر 50 لوگ بے فکر رہتے تھے، کسی بھی قسم کا اسٹیج ہو، موسیقی کے ہیرو موسیقار نیاز حسین خان صاحب ہی رہتے تھے۔ استاد کو میں نے کبھی انگلیوں پہ ماترے گنتے نہیں دیکھا، وہ بہت اعلیٰ لےء کار موسیقار تھے۔ ایسے موسیقار پھر پیدا نہیں ہوں گے۔

(استاد نذیر خان، طبلہ نواز، پرائڈ آف پرفارمنس)[29]

References:

* Associat Professor, Department of Mass Communication, University OF Sindh, Jam Shoru

** Assistant Professor, Department of Mass Communication, University OF Sindh, Jam Shoru

1- Kausar Barro- Amer Ragi Amer Geet (Kandyaro: Roshni Publication, 2009)201.

2- Soze Halai- Saz Awaz (Jam Shoru: Institute of Sindhology, University of Sindh, 2017) 157-161.

3- Prof. Zulfiqar Ali Qureshi, "Mosiqar Ustad Niaz Hussain", Pegam J.17, I.12-01 (Karachi: 2003);49-

4- Niaz Hussain- Wadhon Kapar (Haiderabad: Sindh, 1955)

5- Abdullah,J.Meman- Sindhi Natak Sadi (1880-1980), (Haiderabad: Mehran Arts Councel, 1980)72-73

6- Daily 'Jung' Karachi, 9 Feb. 1992

7- Daily 'Ibrat' Haiderabad, 9 Feb. 1992

8- Daily 'Sindho' Haiderabad, 10 Feb. 1992

9- Daily 'Jung' Karachi, 11 Feb. 1992

10- Daily 'Khadim Watan' Haiderabad, 13 Feb. 1992

11- Daily 'Aftab' Haiderabad, 13 Feb. 1992

12- Daily 'Pasaban' Haiderabad, 16 Feb. 1992

13- Daily 'Nawai Asmaan' Haiderabad, 12 Feb. 1992

14- Kausar Barro- Fun Aeen Funkaar (Sindh: Saqafat Khato, 2007)376.

15- Sohail Khuram, Surmaya (Lahore: Al-Hamad Publication, 2011)72.

16- Soze Halai- Karon Wass Kiyaam (Haiderabad: Amrta Publication Sindh, 2003)141.

17- Khalid Mehmood, Noor- Sur Sangeet (Lahore: Al-Hadeed Publisher, 1961)23.

18- Talib Hashmi- Hazrat Syed Mehran Muhammad Shah. Tazkra Maoj Drya Bukhari (Lahore: Al-Qamer Interprize, 1995) 44-55.

19- Ghulam Haider Sidiqi- Nandhy Khand main Daramy Jee Tareekh (Sindh: Mehkma Sqafat-o-Syahat, 2008)134.

20- Dr. Muhammad Yousaf, Panhor- Sindhi Natak Jee Tareekh (Jam Shoru: Institute of Sindhology, University of Sindh, 1992)75.

21- D. Nabi Bakhsh Khan- Sindhi Mosiqi Jee Mukhtser Tareekh (Haiderabad: Shah Abdul Lattif Bhat Shah Sqafati Markz, 1978)332,333,349.

22- Mirza Naseer- Radio Haiderabad (Haiderabad: Dosti Publication, 2010)286.

23- Prof. Muhammad Saleem Meman- Shah Abdul Latif Jee Shairi main Fitrat Ja Rung (Sindh: Mehkma Sqafat-o-Syahat, 2014)57.

24- Daood Poto, Abdul Gaffar- Alaf Bey War Shah Jo Rsaloo Aeen un Jee Disni, 1994,362.

25- Peer Ali Muhammad Rashdi- Gowiya. Uhy Denhn Uhy Shenhn, Jild Tune (Jam Shoru: Sindhi Adbi Board, 1981)83-88

26- Mirza Naseer- Ketlog Radio Haiderabad (Haiderabad: Amrta Publication, 2014)274, 277, 279, 675, 677.

27- Mirza Naseer- Radio Haiderabad (Haiderabad: Dosti Publication, 2010)268.

28- Abdullah,J.Meman- Sindhi Natak Sadi (1880-1980),72-73.

29- Nazer Meman M- Melodi Quen of Sindh (Karachi: Abida Parpeen Sangas Shah Latif, Sindh Graduate Association)